

**میرکارواں**

مفتی محمد فہیم مصطفائی

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَائِرِ رُسُلِ اللّٰهِ

حامی سنت، قاطع بدعت، پروانہ شمع رسالت، عظیم ماہر تعلیم، عظیم نعت گو شاعر، فقیہ اعظم  
مجدد دین و ملت، امام الائمہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی  
کی سیرت و کردار اور کارہائے نمایاں پر مشتمل مختصر مجموعہ بنام

## میر کارواں



محمد فہیم مصطفائی

ناشر:

مکتبۃ النعمان ونیہ والہ گوجرانوالہ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَامِعِ مَسْئُوْلِ اللّٰہِ

[جُمْلہ حقوق بحق مُصَنَّف محفوظ ہے۔]

نام کتاب ----- میرکارواں

مرتب ----- محمد فہیم مصطفائی

موبائل نمبر ----- 0300-4406838

تاریخ اشاعت ----- جنوری 2011ء

تعداد ----- 1200

صفحات ----- 48

ہدیہ ----- روپے

نوٹ: اس کتاب کو خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی تحفہ میں پیش کریں اور اس کتاب کو مفت تقسیم کرنے والے حضرات کو خصوصی رعایت کی جائے گی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

{ملنے کے پتے}

مکتبہ قادریہ میلاڈ مصطفیٰ چوک گوجرانوالہ، کرمانوالہ بک شاپ لاہور  
مکتبہ اعلیٰ حضرت داتا دار بار مارکیٹ لاہور، مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور  
مکتبہ جلالیہ و صراط مستقیم فوارہ چوک گجرات، مکتبہ المصطفیٰ سیالکوٹ  
مکتبہ المصطفیٰ اندرون لوہیانوالہ گوجرانوالہ، مکتبہ دارالعلوم دربار مارکیٹ لاہور  
مکتبہ اہلسنت اندرون لوہاری گیٹ لاہور، مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور  
مکتبہ رضائے مصطفیٰ دارالسلام چوک گوجرانوالہ، مکتبہ غوثیہ گوجرانوالہ، مکتبہ قادریہ لاہور  
رضا ورائٹی ہاؤس دربار مارکیٹ لاہور، مکتبہ مہریہ ڈسکہ، عطاری ڈی ڈسکہ

## ❁ فهرست ❁

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	میرکارواں----- نظم	5
2	آج دنیا کو احمد رضا چاہئے۔۔۔۔۔ نظم	7
3	فاضل بریلوی۔۔۔۔۔۔۔ نظم	8
4	تحفہ سلام۔۔۔۔۔۔۔ نظم	10
5	منتقبت۔۔۔۔۔۔۔ نظم	12
6	رضا، رضا۔۔۔۔۔۔۔ نظم	14
7	<b>اعلیٰ حضرت عبقری شخصیت</b>	15
8	کون احمد رضا؟	20
9	<b>اعلیٰ حضرت باکمال شخصیت</b>	21
10	بچپن باکمال	22
11	خاندان باکمال	22
12	علوم و فنون میں باکمال	22
13	اساتذہ باکمال	23
14	تلامذہ باکمال	23
15	علوم جدیدہ میں باکمال	23
16	حافظہ باکمال	25

25	تصانیف با کمال	17
25	کنز الایمان	18
27	حدائق بخشش	19
28	شعرو ادب کے امام	20
34	فتاویٰ رضویہ	22
35	عشق رسول میں با کمال	23
36	تعظیم و ادب رسول میں با کمال	24
38	سیاسی خدمات میں با کمال	25
41	دیگر شخصیات کی نظر میں با کمال	26
41	نقاہت و علمی جلالت میں با کمال	27
43	اخلاق کریمانہ	28
44	اعلیٰ حضرت چودھویں صدی کے مجدد	29
48	ماخذ و مراجع	30

## میرکارواں

از: عندیہ گلشن رسالت رازالہ آبادی

رازِ وحدت کا جہاں میں راز داں کوئی نہ تھا  
اُمت ختمِ رسل کا پاسان کوئی نہ تھا

شمع تھی محفل میں روشن کوئی پروانہ نہ تھا  
تشنہ لب تھے سینکڑوں ساقی میخانہ نہ تھا

چھا گیا تھا زندگی کی رہگزاروں پر جمود  
خاک کے ذروں، فلک پر، چاند تاروں پر جمود

سینکڑوں اہلیں بھی تھے بھیں میں انسان کے  
لوٹنے والے تھے لاکھوں دولت ایمان کے

ابر میں پوشیدہ تھا علم و یقین کا آفتاب  
دے نہ سکتا تھا کوئی باطل پرستوں کو جواب

شرک تھا جب ناز کرنا احمد مختارؒ پر  
نکتہ چیں تھے لوگ علم سید ابرارؒ پر

ہر دلی ، ہر غوث کو بے دست و پا سمجھا گیا  
یا رسول اللہ! کہنے پر تھا فتویٰ شرک کا

کفر پر اک دن مشیت کو جلال آ ہی گیا  
رب اکبر کو شہ دیں کا خیال آ ہی گیا

صورتیں تسکین کی ٹکلیں دلِ سیما سے  
اک کرن پھوٹی اچانک چرخ پر مہتاب ہے

اس کرن نے راہِ ایمان کو منور کر دیا  
دشت کو گلشن تو کانٹوں کو گل تر کر دیا

اس کرن کو اہل دیں احمد رضا کہنے لگے  
کشتی اسلام کا سب ناخدا کہنے لگے

اہل سنت و الجماعت کا وہ رہبر ہو گیا  
اس نے جو کچھ لکھ دیا کاغذ پہ پتھر ہو گیا

راہِ ایمان و حرمت کے نگہبان زندہ باد  
زندہ باد اے مفتی احمد رضا زندہ باد

## آج دنیا کو احمد رضا چاہئے

پیکرِ عشق و حسنِ وفا چاہئے  
آج دنیا کو احمد رضا چاہئے

جس سے دنیا کو راہِ ہدایت ملی جو عقیدت و محبت کا پیغام دے  
شمعِ حق جو اندھیروں میں روشن کرے ہم کو ایسا ہی اک رہنما چاہئے

آج دنیا کو احمد رضا چاہئے

عالمانِ شریعت کی تحقیق کو کمالانِ طریقت کی سوغات کو  
مفتیانِ ہدایت کی تدقیق کو اک وسیعِ النظر مقتدا چاہئے

آج دنیا کو احمد رضا چاہئے

جس کا کردارِ کردارِ اسلاف ہو جس کی گفتارِ گفتارِ اسلاف ہو  
جس کا ایثارِ ایثارِ اسلاف ہو وہ سراپا شریعت ادا چاہئے

آج دنیا کو احمد رضا چاہئے

زورِ بازوئے باطل کو جو توڑ دے سرکش اور تکبر کا رخ جو موڑ دے  
رشتہٴ دل جو ایمان سے جوڑ دے وہ مجددِ امام وفا چاہئے

آج دنیا کو احمد رضا چاہئے



## فاضل بریلوی از: امیر طریقت حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو  
قسیم جان عرفاں اے شاہ احمد رضا تم ہو

غریق بحر الفت مست بادۂ وحدت  
محب خاص منظور حبیب کبریا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا  
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیاء تم ہو

یہاں آکر ملیں نہریں شریعت و طریقت کی  
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ  
جو قبلہ اہل قبلہ ہے وہ قبلہ نما تم ہو

مزمین جس سے ہے تاج فضیلت تاج والوں کی  
وہ لعل پر ضیا تم ہو وہ در بے بہا تم ہو

عیاں ہے شان صدیقی تمہاری شان تقویٰ سے  
کہوں اتنی نہ کیونکر جب کہ خیر الاتقیا تم ہو

جلال و ہیبت فاروق اعظم آپ سے ظاہر  
عدو اللہ پر اک حربہ تیغ خدا تم ہو

اشداء علی الکفار کے ہو سر بسر مظہر  
مخالف جس سے تھرائیں وہی شیر و غاتم ہو

تمہیں نے جمع فرمائے نکات و رمز قرآنی  
یہ ورثہ پانے والے حضرت عثمان کا تم ہو

خلوص مرتضیٰ خلق حسن عزم حسینی میں  
عظیم المثل یکتائے زمن اے باخدا تم ہو

تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں  
امام اہل سنت نائب غوث الوری تم ہو

بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے  
بھکاری کی بھرو جھولی گدا کا آسرا تم ہو

## تحفہ سلام

از: ڈاکٹر کیفی صاحب بکسری شاہ آبادی

برامام اہلسنت مجددین و ملت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان صاحب بریلوی  
قدس سرہ

سلام اُس پر کہ جس نے خدمت تجدید ملت کی  
سلام اُس پر کہ جس نے خدمت تبلیغ سیرت کی

سلام اس پر کہ جس نے راہ دکھائی شریعت کی  
سلام اس پر کہ جس نے راہ بتلائی طریقت کی

سلام اس پر کہ جس نے عزت شان نبوت کی  
سلام اس پر کہ جس نے حرمت جان رسالت کی

سلام اس پر کہ جس نے رہبری کی اہل سنت کی  
سلام اس پر کہ جس نے شرم رکھ لی دین و ملت کی

سلام اس پر کہ جس نے رمز قرآنی کی بتلایا  
سلام اس پر کہ جس نے معنی مستور سمجھایا

سلام اس پر کہ جس نے حل کئے عقدے مسائل کے  
سلام اس پر طریقے جس نے بتلائے دلائل کے

سلام اس پر کہ جس نے رد کئے باطل عقائد کو  
سلام اس پر کہ کچلا جس نے ان حشو و زوائد کو

سلام اس ذات پر جو واقف سر حقیقت تھی  
سلام اس ذات پر جو ہادی راہ طریقت تھی

سلام اس ذات پر جو بزم آرائے شریعت تھی  
سلام اس ذات پر جو پاسبان دین فطرت تھی

سلام اس ذات پر جو صاحب عشق نبوت تھی  
سلام اس ذات پر جو شارح حسن و محبت تھی

سلام اس ذات پر جو چشمہ جان عقیدت تھی  
سلام اس ذات پر جو صاحب حسن بصیرت تھی

سلام اس پر کہ جس کے روبرو خم یہ زمانہ ہے  
اور اس کیفی کو بھی جس سے عقیدت والہانہ ہے

## منقبت

از: مولانا صوفی محمد خلیل صاحب کچھوچھوی

پیشوائے اولیاء احمد رضا قادری

مقتدائے اصفیا احمد رضا قادری

حامی دین خدا احمد رضا قادری

ماجی جور و جفا احمد رضا قادری

عاشق غوث الوری احمد رضا قادری

جانشین مصطفیٰ احمد رضا قادری

رہبر اہل شریعت ہادی اہل طریق

مشعل راہ خدا احمد رضا قادری

زہد و تقویٰ میں کہیں ملتی نہیں تیری مثال

اے رئیس اتقیا احمد رضا قادری

اہل سنت کی امامت کا ہے سہرا تیرے سر

مرحبا صد مرحبا احمد رضا قادری

دین کی وہ خدمتیں کیں تیرے دست پاک نے  
جس کا ڈنکا بج گیا احمد رضا قادری

مجدیت بے دینیت کا سر کچل دیا  
جب ترا خامہ اٹھا احمد رضا قادری

اہل باطل کانپتے تھے تیرے صولت سے شہا  
تو تھا وہ شیر خدا احمد رضا قادری

اہل رِوَت اہل بدعت اہل باطل کیلئے  
سیف مسلول خدا احمد رضا قادری

ہے ترا دنیائے سنیت پہ احسان عظیم  
دے خدا تجھ کو جزا احمد رضا قادری

اس خلیل قادری کی لاج رکھ لینا شہا  
جبکہ ہو محشر پیا احمد رضا قادری

## رضا ، رضا ، رضا ، رضا

سوال میں نے جب کیا کہ اُس کا مجھ کو دے پتہ  
جو پاسبان ہے دین کا ، ہے سنیت کا پیشوا  
کہیں وہ بوئے جانفزا ، کہیں پرند خوش نوا  
کہیں چمن ، کہیں صبا ، تو سب کا ایک ہی جواب تھا

رضا ، رضا ، رضا ، رضا

کس نے شب میں دی صدا کہ چور ہے چھپا ہوا  
کہیں یہ عشقِ مصطفیٰ ، چرا کے بھاگ جائے گا  
زمانہ سن کے کہہ اٹھا ، پھر اٹھ کے پوچھنے لگا  
جگانے والا کون تھا ؟ جواب غیب سے ملا

رضا ، رضا ، رضا ، رضا

رضا کا جب اٹھا قلم ، تو نجد کا گرا علم  
حسام کی گئی رقم ، دہائی کا کھلا جرم  
عرب ہو کہ ہو عجم ، سبھی پہ ان کا ہے کرم  
اسی لئے قدم قدم ، ہے نام ان کا گونجتا

رضا ، رضا ، رضا ، رضا

رضا وہ مرہدِ زمن ، رضا وہ آفتابِ فن  
 وہ نبی کے عشق میں گمن ، وہ مشنِ وہابیت شکن  
 ہیں تنہا ایک انجمن ، ہے فیضِ یاب ہر چمن  
 ہے سنیت یوں نغمہ زن ، سب کی ہے یہ صدا  
 رضا ، رضا ، رضا ، رضا

## اعلیٰ حضرت ایک عمقِ شخصیت

مولانا کوثر نیازی کہتے ہیں کہ اردو زبان میں جب کبھی آں حضرت کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس سے خاتم النبیین سرکارِ انبیاء ﷺ کا وجود مسعودِ ہن میں آجاتا ہے اور اسی طرح جب اعلیٰ حضرت کا لفظ بولا جاتا ہے تو بلا تاخیر آقا کریم ﷺ کے غلام، عاشق رسول، آفتابِ معرفت، دریائے بحرِ ناپیدا کنار، یکتائے روزگار، سعادتِ اسلام، مرکزِ علوم، فصیح اللسان، حامی سنت، قاطع بدعت، پر دانہ شمع رسالت، امامُ المفسرین، امامُ المحدثین، امامُ الفقہاء، امامُ المناطقہ، امامُ الفلاسفہ، امامُ المتکلمین، امامُ المجتہدین، امامُ العشاق، چودھویں صدی کے مجدد، مؤیدِ ملتِ طاہرہ، صاحبِ تصانیفِ قاہرہ و تالیفاتِ باہرہ، عظیم ماہرِ تعلیم، عظیم نعت گو شاعر، امامِ الائمہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا نام سامنے آجاتا ہے۔

دیکھا جائے تو یہ مقام امام احمد رضا خاں کو ان کے ماننے والوں کی خوش عقیدگی سے نہیں ملا بلکہ یہ ان کے فنا فی الرسول ﷺ اور ایک ہمہ جہت شخصیت کا فیضان ہے، برصغیر پاک و ہند میں یوں تو بے شمار جامع الصفات شخصیات گزری ہیں مگر جب ایک جانبدارِ مبصر ان سب شخصیات کا جائزہ لیتا ہے تو جیسی ہمہ صفت شخصیت امام احمد رضا خاں کی نظر آتی ہے



، ویسی پاک وہند بلکہ دنیا میں دوسری کوئی نظر نہیں آتی۔

گردشِ ایام کی بھی عجیب ستم ظریفی ہے کہ تاریخ کی اکثر و بیشتر شخصیات مقبول ہونے کے ساتھ ساتھ مظلوم بھی رہی ہیں، کچھ ان سے سخت عقیدت رکھتے ہیں اور کچھ عداوت کی حد تک اُن کے مخالف رہے ہیں، امیر المومنین حضرت علیؑ کو دیکھ لیجئے کسی نے ان کو خدا تک بنادیا اور کسی نے ان کو خوارِ ج کہا، ہمارے قریبی دور کی مثال دیکھ لیجئے بانی پاکستان محمد علی جناح ہیں، چاہنے والوں نے ان کو قائد اعظم کہا اور فتویٰ بازوں نے ان کو کافر اعظم کہا، یہی صورتِ حال امام احمد رضا کی شخصیت کے بارے میں بھی رہی ہے، جو ان کی شخصیت کا عرفان رکھتے ہیں، اُن کے نزدیک وہ برصغیر کے امام ابوحنیفہ تھے اور جو ان سے مخالفت رکھتے ہیں، اُن کے نزدیک وہ ایک بدعتی، تشدد اور انگریز نواز مولوی تھے، مقامِ افسوس ہے کہ اعلیٰ حضرت کے بارے میں تعصب کی رنگین عینکیں لگا کر دیکھنے والوں نے صاف نظر سے ابھی تک ان کا رُوئے تاباں دیکھنے کی کوشش نہیں کی، اگر وہ انصاف کرتے تو انہیں یہ جاننے میں کوئی دشواری نہ ہوتی کہ امام احمد رضا کے خلاف پھیلانے والے پروپیگنڈا مخالفین کے اپنے دلوں پر چھائے ہوئے غبارِ کدورت کا نتیجہ ہے ورنہ خود امام احمد رضا کی زبان و قلم اور قول و فعل سے نکلا ہوا ہر لفظ تو زبانِ حال سے یہ پکار رہا ہے۔

نہ شبِ نیم ، نہ شبِ پرستم کہ حدیثِ خواب گویم

چوں غلامِ آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

کیا ستم ظریفی ہے کہ جو ردِ بدعات میں شمشیر برہنہ تھا، اُسے خود حامیِ بدعات قرار دیا گیا، ان کے افکار و فتاویٰ کا مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ جتنی سخت مخالفت خلافِ پیغمبر راہِ گزینی کی انہوں نے کی، شاید ہی کسی اور نے کی ہو، ان کے ایک معاصر خواجہ حسن نظام دہلوی نے [مرشد] کو سجدہٴ تعظیمی کے نام سے ایک کتابچہ لکھا تو امام احمد

رضانے ”حرمت سجدہ تعظیم“ کے نام سے اس کا جواب لکھا اور سو سے زیادہ آیات و احادیث سے اسے حرام ثابت کیا، اسی طرح عام طور پر ہمارے ہاں قبروں پر چراغاں کیا جاتا ہے مگر امام احمد رضا قبروں پر چراغ جلانے کو بدعت قرار دیتے ہیں، صرف اُس صورت میں جواز کے قائل ہیں جب قبر راستے میں واقع ہو اور اُس کی روشنی سے مسافروں کو فائدہ پہنچے۔

### محترم قارئین!

ایک انسان اگر کوہِ ہمالیہ کی چوٹی پر کھڑا ہو اور وہ نیچے کی طرف دیکھے تو اُسے ہر چیز چھوٹی نظر آتی ہے خواہ وہ چیزیں اپنے طور پر بڑی ہی کیوں نہ ہو، اِسلئے کہ وہ خود بلندی پر کھڑا ہے لیکن وہی شخص اگر اپنے اوپر آسمان کی بلندی کی طرف دیکھے تو وہ خود کو آسمان کی وسعت کے مقابلے میں بہت سکڑا ہوا، کوتاہ قد محسوس کرتا ہے کیونکہ آسمان بہت بلند ہے، کچھ بھی صورتحال کا سامنا اُس شخص کو کرنا پڑتا ہے جو عالمِ اسلام کی عمقِ شخصیت اور بر صغیر پاک و ہند کی عظیم المرتبت ہستی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کے بارے میں کچھ کہنے اور لکھنے والا ہوتا ہے۔

وہ اپنے زمانے کا بڑے سے بڑا عالم، فاضل، مفتی، فقیہ، محدث، مفسر، مصنف اور شاعر علوم و فنون کے کوہِ ہمالیہ پر ہی کیوں نہ کھڑا ہو، اُسے ہر چیز چھوٹی نظر آتی ہے مگر جب وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں جیسے علم و فن کے بحرِ خارا اور تحقیق و تصنیف کے بادشاہ کے آسمان پر نظر ڈالتا ہے تو دوسروں کا کیا ذکر وہ خود اپنے آپ کو بہت کوتاہ اور پست شخصیت محسوس کرتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کی شخصیت پر بات کرتے ہوئے بڑے سے بڑے خطباء کی زبان لڑکھڑانے لگتی ہے اور بڑے سے بڑے ادیب کی نوکِ قلم سے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے

لگتے ہیں، نہ زبان کی بھاگ ہاتھ میں رہتی ہے، نہ قلم کی رقاب پاؤں میں، وہ انسان حیرت میں پڑ جاتا ہے کہ اتنی عظیم ہمہ جہت شخصیت کے کس پہلو سے بات کی جائے، کہاں ختم کی جائے، کس وصف کو ذکر کیا جائے، کس کو ذکر نہ کیا جائے، آپ کے فضائل و کمالات ہی ہمہ جہت نہیں بلکہ آپ کی شخصیت ایک ہشت پہلو ہیرے جیسی ہے، اسے سورج کی روشنی کے رخ پر رکھا جائے تو ہر کونے سے ایک نیا رنگ نظر آتا ہے، کسی سمت سے سنہری، نیلا، سبز، وغیرہ۔

اسی طرح اعلیٰ حضرت کو بھی علم کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان کی شخصیت کے بے شمار رنگ دل و نگاہ کی جاذبیت کا منظر پیش کرتے ہیں۔ بقول شاعر۔

کوئی تصویر نہ ابھری تیری تصویر کے بعد  
ذہن خالی ہی رہا کاسہ سائل کی طرح  
محترم قارئین!

دو نقطوں کو ملانے کیلئے متعدد خطوط کھینچے جاسکتے ہیں مگر ان میں خط مستقیم وہی ہوگا جو سب کے درمیان میں ہوگا، اُس میں نہ تو کجی ہوگی اور نہ ہی نشیب و فراز، اسی طرح اسلام کا نام لینے والے بھی بہت فرقے ہیں مگر ”ما انا علیہ واصحابی“ کا مصداق اور سلف صالحین کی راہ پر چلنے والے **الحمد لله!** صرف اہل سنت ہی ہیں، دیگر فرقے اعتقادی لحاظ سے راہ راست پر قائم نہ رہ سکے۔

امام احمد رضا بھی چودھویں صدی کے وہ عظیم عالم اور دنیائے اسلام کے وہ نامور مفتی تھے جنہوں نے اپنی تمام عمر عقائد اسلامیہ کا پہرہ دیتے ہوئے گزاری دی، ان کا قلم اُس دور کے تمام اعتقادی فتنوں کا محاسبہ کرتی نظر آتی ہے، اسلامی حرمت کے پیش نظر کسی کو خاطر میں نہ لاتے، اُس وقت کے فتنے قادیانیت کے خلاف چھ رسائل مرتب کئے، سائنس و

فلسفہ کے رد میں چار رسائل مرتب کئے، ہنود و برہمن کے رد اور نصاریٰ کے رد میں رسائل مرتب کئے۔

امام احمد رضا! اللہ اکبر! ایک ایسا درویش جس کا علم کسی نہیں بلکہ وہی تھا ورنہ مسئلہ غیب پر چند گھنٹوں میں خانہ کعبہ کے در و دیوار تلے عربی زبان میں [الدولة المکیة فی المادة الغیبة] جیسی ضخیم محقق و مدلل کتاب کا قلمبند کر لینا کچھ آسان نہ تھا۔

یہ کتاب از ابتداء تا انتہا خدا کی عطا کردہ اعلیٰ ترین صلاحیتوں کی مظہر و آئینہ ہے، جہاں عام انسانوں کا علم کسی دست بستہ انہیں خراج عقیدت پیش کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

چنانچہ جب امام احمد رضا جیسی نادر روزگار شخصیت نے کمان اپنے ہاتھ میں سنبھالی تو سیفِ قلم نے شامانِ رسول کے بڑے بڑے ناموروں کے سر قلم کر دیئے جو کوہستان و بیابانِ دیوبندیت کے شیر بر سجھے جاتے تھے، وہ امام احمد رضا کے نشانہ قلم پر شیرِ قالین ثابت نہ ہو سکے۔

خدائے قدیر سیدنا امام احمد رضا کی قبرِ اطہر پر رحمتوں کے ساون بھادوں برسائے جن کے نوکِ قلم نے گھٹا ٹوپ تاریکیوں کا پردہ چاک کر کے پوری اُمتِ مسلمہ کو اُجالے میں کھڑا کر دیا۔

اے وقت کے دانشوروں! غور کرو، امام احمد رضا کا ایسا وجودِ مسعود جو تنہا لاکھوں پہ بھاری بھر کم تھا، اُسے خراجِ عقیدت پیش کرنے کیلئے نا کافی ہو گیا، عقل حیران ہے کہ زبان و قلم کیلئے نیاز مند یوں کی بھیک کہاں سے مانگی جائے اور کس کے خزانہ آمدہ سے گوہر آبدار چن چن کر اُن کے قدموں پر نچھاور کئے جائیں جس سے امام احمد رضا جیسی شخصیت کی دینی و قلمی خدمات کا حق ادا کیا جاسکے۔

امام احمد رضا وہ ایک شخص ہی نہیں بلکہ وہ ایک نظریہ، عقیدہ، مسلک، مشرب

، انجمن، کتب خانہ، علوم و معارف کا گوہ گران، بحرِ ذخار بھی تھا وہ، درس گاہ اور خانقاہ بھی تھا وہ

امام احمد رضا آسمانِ علم و حکمت کا درخشاں آفتاب تھا اور گلستانِ طریقت و معرفت کا شاداب پھول، علم ظاہر کا جاہ و جلال اور علم باطن کی زندہ مثال۔  
وہ دن کے اُجالے میں میدانِ قلم کا شہسوار اور رات کی تاریکی کا عابدِ شب زندہ دار  
وہ مناظر تھا، مقرر، مصنف، مؤلف، مفسر، فصیح و بلیغ فقیہ تھا۔

امام احمد رضا وہ ماہرِ الہیات و فلکیات تھا، ماہرِ ریاضیات و طبیات تھا، ماہرِ نجوم و توحید تھا  
جو مدتوں کشورِ علم پر ساون بھا دوں کی طرح برستا رہا، وہ ماہرِ علم الادویات و علم الابدان تھا،  
الغرض وہ بیک وقت ستر سے زائد علوم و فنون میں پید طولیٰ اور کامل دسترس رکھتا تھا۔

امام احمد رضا وہ اپنے وقت کا ابو حنیفہ و شافعی تھا، غزالی اور رومی تھا، وہ محی الدین تھا  
، وہ درس گاہ کی نوکِ پلک سے آشنا اور خانقاہ کے اسرار و رموز کا ہماز تھا، اُسے خراجِ عقیدت  
پیش کرنے کیلئے کئی ایسی زندگیاں درکار ہیں۔

وہ بیشارِ نعمتوں میں سے ایک نادرِ نعمت تھے، آج معمولات و مراسمِ اہل سنت کی  
جو دھوم دھام ہے جس کے حسنات و برکات سے پوری دنیا نے اسلامِ مالا مال ہو رہی ہے، یہ  
امام احمد رضا ہی کے جہادِ بالقلم کا نتیجہ ہے۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

آج دنیا میں مشرکین و کفار و مرتدین و گمراہان کا کوئی بھی گروہ ایسا نہیں جس کے  
رد میں امام احمد رضا نے تصنیف نہ کی ہو، آپ ایک انسائیکلو پیڈیا تھے، قلم کے بادشاہ تھے  
جس مسئلے پر قلم اٹھایا، پھر تمام جزئیات بیان کر دیں، صاحبِ دل تھے، صاحبِ خبر تھے

تو مومن کے عروج و زوال سے باخبر تھے، غافل مسلمانوں کو فتنہ پرور گروہوں سے یوں خبردار کرتے ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے  
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

کون احمد رضا

تعلیماتِ رسول کے مظہر۔۔۔۔۔ صداقتِ صدیق کے مظہر  
عدالتِ عمر کے مظہر۔۔۔۔۔ سخاوتِ عثمان کے مظہر  
شجاعتِ حیدر کے مظہر۔۔۔۔۔ عشقِ بلال کے مظہر  
معلقینِ غزالی کے مظہر۔۔۔۔۔ سوزِ رومی کے مظہر

کون احمد رضا

جس نے چار سال کی عمر میں ناظرہ پڑھ لیا۔  
جس نے چھ سال کی عمر میں میلاد النبی پر تقریر کی۔  
جس نے ۱۳ سال کی عمر میں درس نظامی کر لیا۔  
جس نے ۱۳ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ دیا اور مفتی بن گئے۔

جس نے ۷۰ سے زائد علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔

جس نے ۱۰۰۰ سے زائد کتب تصنیف کی۔

جس نے مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام لکھا۔

جس نے آٹھ گھنٹوں میں بخار کی حالت میں علم غیب پر مدلل کتاب لکھی۔

جس کی کتاب پر ۷۰ سے زائد علماء نے تقاریر لکھیں۔

جس نے ۳۰ جلدوں پر مشتمل فقہ اسلامی کا عظیم مجموعہ فتویٰ رضویہ لکھا۔

جس نے عشق رسالت سے بھرپور ترجمہ قرآن کنزالایمان لکھا۔

جس نے ساری زندگی عشق رسول اور ناموس رسالت کی حفاظت کی۔

جس نے جدید علوم وغیرہ میں نہ صرف مہارت حاصل کی بلکہ تصانیف بھی لکھیں۔

جس کو مخالفین نے بھی فقیہ و عالم مانا۔

جس نے ساری عمر گستاخان رسول کی مذمت کی۔

جس نے کبھی کسی دنیا دار کی مدح سرائی نہ کی۔

جس کو عرب و عجم کے علماء نے ۱۴ ویں صدی کا مجدد کہا۔

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ۔

جس نے بد مذہبوں و مجذبیوں کا سر قلم کیا۔

جس نے سائنس کے نظریہ کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ زمین ساکن ہے۔

جس کے بارے میں علامہ اقبال نے کہا کہ جو ایک بار رائے قائم کر لیں تو پھر کبھی

نہیں بدلتے۔

چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن کی تکمیل کی، چھ سال کی عمر میں عید میلاد النبی کے موقع پر جرم غنیر کے سامنے طویل تقریر کر کے سامعین کو حیرت میں ڈال دیا۔



## خاندان باکمال

آپ کا خاندان دینی و دنیوی دونوں لحاظ سے معزز تھا، تعلیم و تربیت جدا مجد مولانا رضا علی خان اور علوم نقلیہ و عقلیہ کے ماہر والد گرامی مولانا نقی علی خان کی آغوشِ محبت میں ہوئی۔

## علوم و فنون میں باکمال

فاضل بریلوی نے تقریباً ۱۳ سال کی عمر میں تمام مروجہ علوم و فنون کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کر کے سپرد فراغت حاصل کر لی اور اُسی دن حرمتِ رضاعت پر پہلا فتویٰ صادر فرما کر والد گرامی کو حیران کر دیا اور اُسی دن سے مسندِ افتاء کی ساری ذمہ داری اس ننھے نوجوان ۱۳ سال کی قلیل عمر کے مفتی کے سپرد کر دی گئیں، پھر اس وقت سے تادم مرگ ۵۴ سال فتاویٰ نویسی میں مصروف عمل رہے۔

کونسا ایسا علم تھا جس پر انہیں مہارتِ تامہ نہ تھی، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق، فلسفہ، صرف، نحو، معانی، بیان، بدیع، قرات، تجوید، تصوف، سلوک، مناظرہ، وراثت، اصول حدیث، اصول تفسیر، وغیرہ علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر بنے۔

جدید تحقیق کے مطابق آپ ۷۰ سے زائد علوم و فنون میں دسترس رکھتے تھے جن میں حدیث و تفسیر کے علاوہ کیمسٹری، اکاؤنٹس، فنانس، کامرس، پولیٹیکل سائنس، ہیئت، ریاضی، فلسفہ و منطق وغیرہ شامل ہیں اور آپ نے ان تمام فنون پر تقریباً ایک ہزار کے لگ بھگ کتب بھی تصنیف فرمائیں، اس کے باوجود عاجزی و انکساری کا یہ عالم ہے، آپ خود اپنے اشعار میں کہتے ہیں۔

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی  
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا  
مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی  
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا  
تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال  
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

### اساتذہ باکمال

والد ماجد مولانا نقی علی خان، مولانا ابوالحسن نوری، علامہ عبدالعلی رامپوری۔

### تلامذہ باکمال

علامہ ظفر الدین بہاری، مولانا حسن رضا، مولانا حامد رضا، مولانا سید احمد  
کچھوچھوی، مولانا حسنین رضا، مفتی احمد یار خان نعیمی، مولانا امجد علی اعظمی، وغیرہ۔

### علوم جدیدہ میں باکمال

علم طب، کیمسٹری، اکاؤنٹس، فنانس، کامرس، پولیٹیکل سائنس، ہیئت، ریاضی کے  
نہ صرف ماہر تھے بلکہ مختلف فنون پر مایہ ناز تصانیف میں لکھیں جیسے زمین ساکن ہے، الفوز  
المبین در رد حرکت زمین وغیرہ۔

علوم جدیدہ کی ایک مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں، اس بات میں کوئی شک نہیں  
کہ کچھ لوگ اپنی ذات میں اس قدر غیر معمولی اور منفرد ہوتے ہیں کہ ان کی مثال صدیوں

تک نہیں نظر آتی، یہی صورتحال ایک نابغہ روزگار شخصیت ڈاکٹر سر ضیاء الدین کی ہے جنہوں نے کلکتہ یونیورسٹی اور آلہ آباد یونیورسٹی سے ریاض میں ایم اے درجہ اول میں کیا، کیمبرج یونیورسٹی میں داخل ہو کر پہلی پوزیشن حاصل کی، سر آئزک نیوٹن اسکالرشپ حاصل کی، جرمنی میں گوتن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی اور ریاضی میں مزید مہارت اٹلی سے کی، واپسی پر مختلف عہدوں سے ہوتے ہوئے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر بنے۔

ایک دفعہ انہیں ریاضی کے ایک مسئلے میں الجھن پیش آگئی، کئی ہفتے کی پوری کوشش اور سوچ و بچار کے بعد بھی وہ الجھن حل نہ ہو سکی تو ڈاکٹر صاحب نے جرمن جانے کا پروگرام بنا لیا تاکہ وہاں بڑے بڑے ماہرین ریاضی سے استفادہ کیا جائے، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ اسلامک سٹڈیز کے چیرمین سید سلیمان اشرف بہاری نے مشورہ دیا کہ آپ بریلی کے بڑے مولوی صاحب یعنی اعلیٰ حضرت سے بات کر لیں، ممکن ہے کہ آپ کا مسئلہ حل ہو جائے، ڈاکٹر صاحب نے کہا میں دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر چکا ہوں، کئی ہفتے کی دماغ سوزی کے باوجود وہ مسئلہ حل نہیں کر سکا، آپ مجھے ایسے مولوی صاحب کے پاس جانے کو کہہ رہے ہیں۔

اس کے باوجود علامہ بہاری نے اصرار کیا اور کہا کہ آپ ایک دفعہ ضرور جائیں، مسئلہ حل ہوگا تو بہتر ورنہ جرمنی کا راستہ کھلا ہے، ڈاکٹر سر ضیاء الدین بادل خواستہ بریلی حاضر ہوئے۔

عصر اور مغرب کے درمیان ملاقات کا وقت مقرر تھا، بریلی کے بڑے مولوی صاحب نے پوچھا کہ کیسے تشریف لائے، ڈاکٹر صاحب نے مسئلہ پیش کیا، تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد فرمایا، لیجئے آپ کا مسئلہ اللہ نے حل کر دیا، آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ڈاکٹر

صاحب پر حیرتوں کے کتنے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہوں گے، وہ بے ساختہ پکار اٹھے، اس سے پہلے علم لدنی کے بارے میں سنا کرتے تھے لیکن آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

پھر ڈاکٹر صاحب نے داڑھی بھی رکھ لی اور نماز بھی پڑھنے لگ پڑے اور کہتے تھے کہ یہ داڑھی بریلی کے بڑے مولوی کی دین ہے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم  
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

### حافظہ باکمال

صرف ایک ماہ میں حفظِ قرآن کی تکمیل کر لی، جو کتاب ایک بار پڑھ لیتے سالہا سال اس کا صفحہ اور لائن تک نہ بھولتی، محدث کچھوچھوی فرماتے ہیں کہ جواباتِ فقہ میں جہاں سب لوگ تھک جاتے تو وہ احمد رضا کے پاس آ جاتے تو آپ کتاب، جلد، صفحہ نمبر تک بتا دیتے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

### تصانیف باکمال

اعلیٰ حضرت کا شمار تیسرے طبقے مجتہدین فی المسائل میں ہوتا ہے۔  
جنسِ ارض کی علماء نے ۷۰ اقسام بیان کی ہیں، آپ نے ان میں ۱۰۷ قسموں کا اضافہ کیا ہے، جن چیزوں سے تیمم نہیں ہو سکتا، علماء نے ۷۴ چیزیں بیان کی ہیں، آپ نے ان میں ۷۳ قسموں کا اضافہ کیا ہے۔

مختلف علوم و فنون پر ۱۰۰۰ سے زائد کتب تصنیف کیں، چند مشہور کتب کے نام یہ ہیں۔ آپ کی سب سے مشہور تصنیف علوم قدیمہ و جدیدہ نقلیہ و عقلیہ کا عظیم مجموعہ فتاویٰ

رضویہ، ۳۰ جلدوں پر ۴۶۰۰ سوالات پر مشتمل، قدیم بارہ جلدوں میں ۱۴۶۳۰ صفحات، زمین ساکن ہے، حدائق بخشش، کنز الایمان ترجمہ قرآن، **الدولة المکیة فی المادة الغیبیة، انباء الحی شرح الدولة المکیة۔**

### کنز الایمان

مولانا کوثر نیازی کہتے ہیں کہ حقیقت میں جسے لوگ امام احمد رضا کا تشدد قرار دیتے ہیں وہ بارگاہ رسالت میں ان کا ادب و احتیاط کی روش کا نتیجہ ہے، شاعر نے شاعری نہیں کی بلکہ شریعت کی ترجمانی کی ہے، جب یہ کہا۔

ادب گاہیست زیر آسان از عرش نازک تر  
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید این جا  
میرا اپنا شعر ہے۔

لے سانس بھی آہستہ کہ دربارِ نبی ہے  
خطرہ ہے بہت سخت یہاں بے ادبی کا

ادب و احتیاط کی یہی روش امام احمد رضا کی تحریر و تقریر کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہوتی ہے {ووجدک ضالاً فہدی} کے ترجمہ کو دیکھئے، قرآن اس بات کا شاہد ہے {ماضل صاحبکم وماغوی} رسول نہ گمراہ ہوئے، نہ بھٹکے۔

اب عربی زبان ایک سمندر ہے، اس کا ایک ایک لفظ کئی کئی مفہوم رکھتا ہے، ترجمہ کرنے والے اپنے عقائد و افکار کے رنگ میں ان کا کوئی بھی مطلب اخذ کر سکتے ہیں {ووجدک ضالاً} کا ترجمہ [ماضل] کی شہادت قرآن کو سامنے رکھ کر عظمت

رسول کے عین مطابق کرنے کی ضرورت تھی مگر ترجمہ نگاروں سے پوچھو کہ انہوں نے اس آیت کریمہ سے کیا انصاف کیا ہے؟

شیخ الاسلام مولانا محمود الحسن ترجمہ کرتے ہیں [اور پایا تجھ کو بھگلتا اور پھر راہ بھائی] محترم قارئین! کہا جاسکتا ہے کہ مولانا محمود الحسن ادیب نہ تھے، اس لئے خطا ہو گئی۔

آئیے! ایک ادیب، شاعر، مصنف عبدالماجد دریابادی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔  
[اور آپ کو بے خبر پایا، سوراہہ بتایا]

مولانا دریابادی پرانی وضع کے اہل زبان تھے، ان سے بھی خطا ہوئی اور آئیے جدید دور کے اردوئے معلیٰ کے ماہر اہل قلم مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے دروازے پر دستک دیں کہ آپ ہماری رہنمائی فرمائیں [اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور ہر ہدایت بخشی] محترم قارئین!

پیغمبر کی گراہی اور پھر ہدایت یابی میں جو دوسو سے اور گستاخیاں چھپی ہوئی ہیں، انہیں پیش نظر رکھیں اور پھر ترجمہ قرآن [کنز الایمان] میں امام احمد رضا کے ترجمہ کو دیکھیں، امام احمد رضا نے کیا عشق افروز اور ادب آموز ترجمہ کیا۔

[اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی]

محترم قارئین!

کیا ستم ہے فرقہ پرستی کی کہ لوگ ”رشدی“ کی بکواسات پر زبان کھولنے سے تامل کریں کہ کہیں آقا یان ولی نعمت ناراض نہ ہو جائیں مگر امام احمد رضا کے اس ایمان پرورد ترجمہ پر پابندی لگا دیں جو عشق رسول کا خزینہ اور معارف اسلامی کا گنجینہ ہے۔

جنون کا نام خرد رکھ دیا خرد کا نام جنون

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

{ لیبیا کے اخبار [الدعوہ] میں ۱۴۲۱ھ میں یہ خبر چھپی تھی کہ جامعہ ازہر کے شیخ سید محمد طنطاوی کی سرپرستی میں [مجمع البحوث الاسلامیہ مقرر] نے ترجمہ قرآن کنز الایمان کو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق قرار دیتے ہوئے عالمی اشاعت کا سرٹیفکیٹ دیا جامعہ اشرفیہ کی کوششوں سے }

### فتاویٰ رضویہ

فتاویٰ رضویہ اعلیٰ حضرت کی وہ عظیم الشان تصنیف ہے جو قدیم بارہ جلدوں پر مشتمل ہے جبکہ اب جدید الحمد للہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کے زیر اہتمام فتاویٰ رضویہ شریف کی تخریج و ترجمہ کے ساتھ اشاعت پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے، بلا مبالغہ ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ تیس جلدوں پر مشتمل یہ دنیا کا ضخیم ترین فتاویٰ ہے، یہ بلند پایہ فقہی شاہکار مجموعی طور پر 21970 صفحات، 6848 سوالات کے جوابات اور 206 رسائل پر مشتمل ہے جبکہ ہزاروں مسائل صمنائز پر بحث بھی موجود ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

### حدائق بخشش

شاعری ایک ایسا میدان ہے جہاں ادب و احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور شاعری میں پھر نعت گوئی تو ایک مشکل صنف ہے جس میں ایک ایک قدم پل صراط پر رکھنا پڑتا ہے، یہاں ایک طرف شریعت اور دوسری طرف محبت ہوتی ہے، امام احمد رضا کو بھی اس مشکل کا کامل احساس ہے، وہ ملفوظات میں فرماتے ہیں [نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے، بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے]

اب اس معیار کو سامنے رکھ کر ہم نعتیہ شاعری کے ذخائر پر نظر ڈالیں تو صرف ایک ہی شاعر پورا اترتا ہے، وہ بھی امام احمد رضا بریلوی۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام  
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی  
سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا  
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

### اعلیٰ حضرت شعر و ادب کے امام

اعلیٰ حضرت کوئی پیشہ دار شاعر نہ تھے بلکہ آپ نعت گو شاعر تھے، آپ نے کبھی کسی دنیا دار کی قصیدہ خوانی نہیں کی، ایک بار ریاست نانپارہ کے نواب میں سارے شعراء کلام پیش کر رہے تھے تو آپ سے بھی گزارش کی گئی کہ آپ بھی اس کی شان میں کچھ لکھیں تو آپ نے جواب میں کہا کہ میں کبھی کسی دنیا دار کی مدح نہیں کرتا بلکہ میں تو صرف اپنے آقا کی مدح سرائی کرتا ہوں، چنانچہ آپ نے یہ کلام لکھا۔



وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقصِ جہاں نہیں  
 یہی پھولِ خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں  
 کروں مدحِ اہلِ دُؤلِ رضا پڑے اس بلا میں میری بلا  
 میں گدا ہو اپنے کریم کا میرا دین پارہ نان نہیں

آپ پہلی بار حج کیلئے ۱۸۷۸ء میں والد گرامی کے ہمراہ تشریف لے گئے، آپ  
 نے مدینہ منورہ کی طرف روانگی کے وقت یہ نعتیہ کلام مرتب کیا۔

حاجو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو  
 کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

دوسری دفعہ حج کی سعادت ۱۹۰۵ء میں حاصل کی، اس موقع پر یہ کلام لکھا۔

شکرِ خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے  
 جس پر نثار جاں فلاح و ظفر کی ہے

دوسری مرتبہ امام احمد رضا مدینہ منورہ کی حاضری کے موقع پر مواجہہ شریف کے  
 سامنے آبدیدہ ہوئے کہ زیارت ہو جائے، پہلی شب ایسا نہ ہوا، تو آپ نے یہ کلام لکھا۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں  
 تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں  
 کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا  
 تجھ سے شیدا ہزار پھرتے ہیں

پھر زیارت ہوگئی تو یہ کلام لکھا۔

اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں  
 جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں  
 اُن کے ثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو  
 جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں  
 جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں  
 چلتے بچھا دیئے ہیں ، روتے ہنسا دیئے ہیں  
 اک دل ہمارا کیا ہے ، آزارِ اس کا کتنا  
 تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں

تشبیہات و استعارات

سرد کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے  
 باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں  
 اے جانِ جاں ! میں جانِ تجلی کہوں تجھے  
 تیرے تو وصفِ عیبِ تنہا ہی سے ہیں بری  
 حیران ہو میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے  
 لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا  
 خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

### چار زبانوں کو جمع کرنا

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا  
 جگ راج کو تاج تو رے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا  
 البحر علا و الموج طغی من بیکس و طوفان ہوش ربا  
 منجادہار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

### حسرت و ناکامی

آہ ! وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی  
 ہائے وہ دل جو تیرے در سے پر ارمان گیا  
 دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا  
 سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے  
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

### قصاحت و بلاغت

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں  
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

### تقابل حسنِ یوسف و نام محمد

وہاں حسنِ یوسف ----- یہاں نام محمد  
وہاں کٹنا کہ عدمِ قصدِ پردال ہے ----- یہاں کٹنا کہ قصدِ ارادہِ پردال  
وہاں مصر ----- یہاں عرب کہ زمانہ جاہلیت کہ سرکش مشہور تھے  
وہاں انگلیاں ----- یہاں سر  
وہاں کٹیں یعنی ایک بار ہوا ----- یہاں کٹاتے ہیں یعنی بار بار  
وہاں عورتیں ----- یہاں مرد

### زورِ بیان و لطفِ زبان

زمین و زمان تمہارے لیے ، مکین و مکان تمہارے لیے  
چنین و چناں تمہارے لیے ، بنے دو جہاں تمہارے لیے

جناں میں چن ، چن میں سمن ، سمن میں پھبن ، پھبن میں دہبن  
سزائے محن پہ ایسے منن ، یہ امن و اماں تمہارے لیے

### اعلیٰ حضرت کا مخصوص رنگ

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل  
روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے  
مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز  
وہ بھی عصر جو سب سے اعلیٰ خطر کی ہے  
بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے  
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے  
ہم جائیں اور قدم سے لپٹ کر حرم کہے  
سونپا خدا کو یہ عظمت کس سفر کی ہے  
ہاں! ہاں! وہ مدینہ ہے غافل ذرا جاگ  
او! پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے  
اللہ اکبر! اپنے قدم اور یہ خاک پاک  
حسرت ملائک کو جہاں وضع سر کی ہے  
مانگے گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے  
سرکار میں نہ لا ہے ، نہ حاجت اگر کی ہے

## قصیدہ معراجیہ

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے  
 نئے نرالے طرب کے سامانِ عرب کے مہمان کیلئے تھے  
 وہاں فلک پر یہاں زمیں پر رچی تھی شادی مچی تھی دھوئیں  
 وہاں سے انوار بہتے آتے یہاں سے نجات اُٹھ رہے تھے  
 نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہو معنیِ اول و آخر  
 کہ دستِ بدستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے  
 تھکے تھے روح الامین کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو  
 رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہِ حسرت کے ولولے تھے  
 تبارک اللہ شانِ تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی  
 کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے  
 خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گمان سے گزرے گزرنے والے  
 پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائیں کدھر گئے تھے  
 وہی ہے اول ، وہی ہے آخر ، وہی ہے ظاہر ، وہی ہے باطن  
 اُسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

## قصیدہ نور

صبح طیبہ میں ہوئی بتا ہے باڑہ نور کا  
 صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا  
 میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا  
 نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا  
 شمع دل مشکوۃ تن سینہ زجاجہ نور کا  
 تیری صورت کیلئے آیا ہے سورہ نور کا  
 تیری نسل پاک میں بچہ بچہ نور کا  
 تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

درود و سلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

کعبہ کے بدر الدجی تم پہ کروڑوں سلام  
 طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں سلام  
 اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا  
 جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود  
 خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم  
 تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

مختصر یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کا کلام ہر قسم کی تمام لغزشوں اور لغویات سے بالکل پاک ہے، آپ ایک سچے عاشق رسول ہیں اور حکم رب کے خلاف ہرگز نہ کوئی کام کرتے، نہ کوئی بات، آپ کا کلام نعت صاحب لولاک کا انمول خزانہ ہے، قرآن وحدیث کی محبت بھری تفسیر ہے اور ہر صاحب ایمان مسلمان کو جان سے زیادہ عزیز ہے، یہ رباعی بھی آپ کی ہی ہے۔

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ ان سائیں انسان وہ انسان ہیں یہ  
قرآن تو ایمان بتاتا ہیں انہیں ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

### عشق رسول میں باکمال

آپ عشق رسول کے نمونہ تھے، نعتیہ کلام اس امر کا شاہد ہے کہ ہر شعر سے عشق رسول کی بہاریں نکلتی ہیں، آپ کی شاعری کا محور و مرکز حب مصطفیٰ اور تعظیم اولیاء ہے، آپ نے کبھی کسی دنیا دار کی قصیدہ خوانی نہیں کی بلکہ ہمیشہ حضور کی اطاعت و محبت کو دل و جان سے قبول کیا۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام  
لہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

آپ نے گستاخوں کا شدید رد اسلئے کیا تا کہ وہ حضور کو برا نہ کہہ سکیں۔



مولانا کوثر نیازی کہتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ امام احمد رضا مشدد تھے، انہوں نے بڑے بڑے علماء و اکابر کو کافر کہا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہی ایک بات تو انہیں دوسرے مکاتب فکر سے ممتاز کرتی ہے کیونکہ حنفی دیوبندی و بریلوی اکثر مسائل میں ایک ہی ہیں مگر جھگڑا یہاں سے چلا کہ ان اکابر دیوبند کی خلاف احتیاط تحریروں کو امام احمد رضا نے قابل اعتراض جانا اور کیونکہ معاملہ عظمت رسول کا تھا، اسلئے رعایت نہ برتی گئی۔

جس تشدد کی دہائی دی جاتی ہے، یہی ان کی ذات کو دوسرے مکاتب سے جدا کرتی ہے اور یہی ان کی ذات کی پہچان اور پوری حیات کا عرفان ہے، وہ فنا فی الرسول تھے، اس لیے ان کی غیرت عشق احتمال کے درجے میں بھی تو بین رسالت کا کوئی مخفی پہلو برداشت کرنے کو تیار نہ تھی۔

آخری وقت آپ نے یہ وصیت کے کہ جس سے اللہ اور اس کے رسول کی شان میں ادنیٰ سی بھی گستاخی یا توہین پاؤں، پھر وہ تمہارا کتنا ہی پیارا کیوں نہ ہو، اس سے جدا ہو جاؤ۔

میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیوبند عالم مولانا ادریس کاندھلوی سے لیا، کبھی کبھی اعلیٰ حضرت کا ذکر آتا تو فرماتے مولوی صاحب مولانا احمد رضا کی بخشش تو انہی فتوؤں کی وجہ سے ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ احمد رضا خان! تمہیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ تم نے بڑے بڑے عالموں کو معاف نہ کیا، تم نے سمجھا کہ انہوں نے تو بین رسالت کی ہے تو ان کو کافر کہا، جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہیں بخش دیا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ مولانا محمد شفیع دیوبندی سے سنا، جب اعلیٰ حضرت کی وفات ہوئی تو مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آکر اطلاع دی کہ وہ وفات پا گئے ہیں تو مولانا اشرف علی تھانوی نے بے اختیار دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، جب وہ دعا کر چکے

تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا کہ وہ تو عمر بھر آپ کو کافر کہتے رہے، آپ ان کے لیے دعاء مغفرت؟ کہا کہ یہی بات تو سمجھنے کی ہے کہ انہوں نے ہم پر کفر کے فتوے اسلئے لگائے کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے تو ہین رسالت کی ہے، اگر وہ یہ یقین رکھتے ہوئے ہمیں کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔

مولانا کوثر نیازی ندوۃ العلماء لکھنؤ گئے اور واپسی پر اپنے تاثرات کا اظہار کیا اور کہا کہ ندوہ کے ہال میں ہندوستان کے ممتاز علماء کا امتیازی مقام واضح کرنے کیلئے چارٹس آویزاں کئے گئے تھے، چنانچہ علم فقہ میں ممتاز شخصیت کی حیثیت سے حضرت مولانا احمد رضا بریلوی کا نام لکھا ہوا تھا۔

[روزنامہ جنگ، ۱۱ دسمبر ۱۹۸۹ء]، [فتاویٰ رضویہ: ۱/۲۳]

تعظیم وادب رسول میں باکمال  
محترم قارئین!

اعلیٰ حضرت نے لوگوں کو دربار نبی کا ادب اور تعظیم و توقیر کا درس دیا، اہل ایمان کے دلوں سے محبت رسول نکالنے والوں کی پہچان کروائی۔

جب کبھی کسی نے کہا کہ نبی کے پاس کچھ نہیں تو آپ نے حدیث کا حوالہ دیا۔  
”وَانْمَا اِنَّا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يَعْطٰی“ [صحیح بخاری کتاب العلم]

اور حدیث پاک کے ساتھ اپنا کلام پیش کیا۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا  
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا  
دریا بہا دیئے ہیں درے بہا دیئے ہیں

جب کسی نے کہا کہ نبی ہماری مثل ہے تو فاضل بریلوی نے کہا کہ اے غافلو!  
حدیث پاک پڑھو، وہ ہماری مثل نہیں بلکہ بے مثل ہیں۔  
”وایکم مثلی“ [مشکوۃ: ۱۲۵]

اور حدیث پاک کے ساتھ اپنا کلام پیش کیا۔

تیرا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ، تیرا محرمِ راز ہے روح الامین  
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ، ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

WWW.NAFSEISLAM.COM

جب کسی نے کہا کہ نبی مر کے مٹی میں مل چکے ہیں تو آپ نے حدیث کا حوالہ دیا۔  
”ان اللہ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبی اللہ حی  
یرزق“ [ابن ماجہ]

اور حدیث پاک کے ساتھ اپنا کلام پیش کیا۔

تو زندہ ہے واللہ ! تو زندہ ہے واللہ !  
میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو  
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

جب کسی نے کہا کہ نبی سے مانگنا شرک ہے تو آپ نے حدیث کا حوالہ دیا۔  
”سلیاربیعة“ [صحیح بخاری]

اور حدیث پاک کے ساتھ اپنا کلام پیش کیا۔  
واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا  
نہیں سستا ہی نہیں مانگنے والا تیرا  
مانگے گے مانگیں جائیں گے منہ مانگی پائیں گے  
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

جب کسی نے نبی کے وسیلے کے بغیر کامیابی چاہی تو فاضل بریلوی نے کہا۔

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ، اُن کے در پہ پڑ رہو  
قافلہ تو اے رضا ! اول گیا ، آخر گیا  
جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں  
در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں  
اُس گلی کا گدا ہوں میں جس میں  
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مفر  
جو وہاں سے یہیں آ کے ہو ، جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

### سیاسی خدمات میں باکمال

آپ نے ہندوستان کے مسلمانوں کی جہاں مذہبی رہنمائی فرمائی ، وہاں سیاسی میدان میں بھی کوئی کمی نہ کی ، چنانچہ برصغیر پر انگریزوں کے غاصبانہ قبضہ کے بعد ہندوؤں نے گاندھی کی نگرانی میں میدان سیاست میں قدم رکھا اور ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ لگا کر اسلام کو ہندوستان میں مدغم کرنے کی ناپاک کوشش کی اور اسی مقصد کیلئے مختلف تحریکیں چلیں ، تحریک ہجرت ، تحریک ترک موالات ، تحریک گاؤ کشی وغیرہ ۔ ہندو مسلم اتحاد کے نام پر بڑے بڑے لیڈر گاندھی کی آندھی کے نذر ہو گئے مگر ان نامساعد حالات میں بھی فاضل بریلوی کی شخصیت نے مسلمانوں کو ہندوؤں کے ناپاک عزائم سے آگاہ کیا اور دوقومی نظریے کا سب سے پہلے تصور پیش کیا اور مذکورہ تمام تحریکوں کا بھرپور رد کیا ، یہی دوقومی نظریہ بعد میں پاکستان کی آزادی کی بنیاد بنا۔

کہنے والوں کی زبان کو کون روک سکتا ہے ، وہ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ امام احمد رضا انگریز نواز شخصیت تھے ، تحریک خلافت ، تحریک ہجرت ، تحریک ترک موالات کی سبھی تحریکوں میں ان کی روش انقلاب دشمنی پر مبنی تھی ، ہندوستان کے دارالسلام اور دارالحرب ہونے کی بحث میں بھی ان کا نقطہ نظر رجعت پسندانہ تھا ، اسلئے برصغیر کی تحریک آزادی میں انہوں نے محض منفی کردار ادا کیا ہے بس۔

کہنے والوں کی اس بات کے جواب میں سب سے پہلے اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ امام احمد رضا پالیٹیشن نہیں بلکہ سٹیٹس مین تھے ، سیاسی لیڈر نہ تھے بلکہ مدبر تھے

پالیٹیشن اور سیاسی لیڈر عوام کی خواہشات کے تابع ہوتے ہیں جبکہ سٹیٹس مین اور مدبرین پیش بینی کر کے حالات کا رخ متعین کرتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ تحریکیں اپنے اپنے وقت میں جذباتیت کا سیل رواں تھیں مگر ان تحریکوں کا نتیجہ کیا نکلا، تحریک ہجرت پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا ربیع احمد جعفری نے لکھا ہے۔

”پھر ہجرت کی تحریک اٹھی، ۱۸ ہزار مسلمان اپنا گھر بار، جائیداد، اسباب وغیرہ اونے پونے داموں بیچ کر افغانستان ہجرت کر گئے، وہاں جگہ نہ ملی تو واپس آ گئے، کچھ مرکپ گئے، جو واپس آئے تباہ حال، خستہ، درماندہ، مفلس، قلاش، تہی دست، بے نوا اور بے یار و مددگار، اب اگر اس ہجرت کو ہلاکت نہیں کہتے تو کیا کہتے ہیں۔“

اور تحریک ہجرت اس بحث کا منطقی نتیجہ تھی کہ ہندوستان دارالسلام ہے یا دارالحرب، امام احمد رضا اسے دارالحرب قرار نہیں دیتے تھے، وہ جانتے تھے کہ اس سے مسلمانوں کیلئے سود کھانا تو جائز ہو جائے گا مگر ہجرت اور تلوار اٹھانا ان پر لازم ہو جائے گا، وہ اسے دارالسلام قرار دیتے تھے کہ سینکڑوں سال مسلمان اس پر حکمران رہے تھے، اب بھی سر زمین میں امن تھا اور مسلمانوں کو دینی فرائض کی ادائیگی میں کوئی رکاوٹ نہ تھی، حیرت یہ ہے کہ جو لوگ انگریز کے زمانے میں ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے پر مصر تھے، آج ہندو راج میں اسے دارالحرب قرار دینے کا لفظ بھی منہ سے نہیں نکالتے جس سے وہ عملی طور پر امام احمد رضا کے فتویٰ کی تائید کر رہے ہیں۔

تحریک خلاف اور تحریک ترک موالیات کا معاملہ بھی اس سے مختلف نہیں ہے ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم ہوئی، اس میں ہندوستان سے فوجی بھرتی کرنے کیلئے برطانیہ نے اعلان کیا کہ جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد ہندوستان کو آزاد کر دیا جائے گا، ظاہر ہے اس وقت مسلمانوں کے سامنے پاکستان کا نصب العین نہ تھا، ہندوستان آزاد ہوتا تو

حکومت ہندواکثریت کی ہوتی یہی وجہ ہے کہ گاندھی جی نے فوجی بھرتی کی زبردست حمایت کی اور دولاکھ کے قریب ہندو اور مسلمان سپاہی انگریزی افواج کے ساتھ مل کر لڑے، ترکی کو اس جنگ میں شکست ہوئی، فتح پانے کے بعد انگریز وعدے سے پھر گیا، اب گاندھی جی اسے سزا دینے کی فکر میں تھے، اس مقصد کیلئے خلافت کا مسئلہ ڈھونڈا گیا حالانکہ سب جانتے تھے کہ ترکی کی سلطنت اسلامیہ اپنی کرتوتوں کی وجہ سے خلافت کے نام پر ایک دھبے سے کم نہیں مگر یکا یک یہ کہا جانے لگا کہ ترکی کا سلطان اسلام کا خلیفہ ہے اور اس کی خلافت ختم کرنا اسلام پر حملہ کرنے کے مترادف ہے، مسلمان پھر گئے، ایک تحریک چل نکلی مگر طرفہ تماشایہ کہ تحریک کی قیادت گاندھی جی کے ہاتھ میں تھی، گویا ہندوستان میں ایک الگ خطہ زمین دینے کے حق میں نہ تھا، وہ عالمی سطح پر مسلمانوں کی خلافت بحال کر رہا تھا، امام احمد رضا گاندھی کے اس بچھائے ہوئے دام فریب کو خوب دیکھ رہے تھے، اسلئے انہوں نے متحدہ قومیت کے خلاف اُس وقت آواز اٹھائی جب علامہ اقبال اور قائد اعظم بھی اس کی زلف گیر کے اسیر تھے، دیکھا جائے تو دو قومی نظریہ کے عقیدے میں امام احمد رضا مقتدا ہیں اور یہ دونوں حضرات آپ کے مقتدی، پاکستان کی تحریک کبھی فروغ نہ پاتی اگر امام احمد رضا سالوں پہلے مسلمانوں کو ہندوؤں کی چالوں سے خبردار نہ کرتے۔

یہی صورت حال تحریک ترک موالات کی تھی، گاندھی جی مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ مل کر ہر قسم کے بائیکاٹ کیلئے اُکسارہے تھے، امام احمد رضا کا موقف یہ تھا کہ موالات دوستی اور محبت کو کہتے ہیں اور شریعت میں حکم مشرکین و کفار سے دوستی اور محبت نہ کرنے کا ہے، لین دین اور معاملات کے ترک کا نہیں اور جہاں تک دوستی کی ممانعت کا تعلق ہے، اس میں انگریز کی تخصیص نہیں، اس میں ہندو بھی شامل ہیں، ایک مشرک سے

پیار کی پیٹنگیں بڑھا کر دوسرے مشرک کا مقاطعہ مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا۔  
 قائد اعظم تحریک ترک موالات کے مخالف تھے مگر مولانا محمد علی جوہر اور شوکت  
 علی سمیت بہت سے مسلمان رہنما اس مسئلے میں گاندھی جی کے ساتھ تھے، امام احمد رضا کے  
 کلمہ حق سے متاثر ہو کر یہ سیاسی اکابر بھی آہستہ آہستہ ہندو کی سیاست سے باخبر ہوتے چلے  
 گئے۔

جس زمانے میں یہ تحریکیں چل رہی تھیں، ان میں عوامی جذبات پھرے ہوئے  
 تھے، ویسے بھی ہماری قوم بد قسمتی سے انتہا پسند واقع ہوئی ہے بقول شاعر۔

افسوس ہم چلے نہ سلامت روی کی چال  
 یا بے خودی کی چال چلے یا خودی کی چال

ایسے میں مخالفتوں اور الزام تراشیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مسلکِ اعتدال پر  
 قائم رہنا اور دو قومی نظریہ کے فروغ کیلئے مدبرانہ دور بینی کی سیاست پر کاربند رہنا امام احمد  
 رضا جیسی آہنی اعصاب رکھنے والے انسان ہی کا کام تھا، رہا یہ کہنا کہ ان کے اقدامات  
 انگریز نوازی پر مبنی تھے تو یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو یا تو امام احمد رضا کے مسلک کو سرے  
 سے جانتا ہی نہیں یا جانتا ہے مگر ماننا نہیں چاہتا، ایک ایسا مردِ مومن جسے انگریزی سامراج  
 سے اتنی نفرت ہو کہ وہ اُس کی کچھری میں جانے کو حرام سمجھتا ہو، جو مقدمہ قائم ہونے کے  
 باوجود اُس کی عدالت میں نہ گیا ہو، جو خط لکھتا ہو تو کارڈ اور لفافے کی الٹی طرف پتہ لکھتا ہو  
 تاکہ انگریز بادشاہ اور ملکہ کا سر نیچے نظر آئے، اس کے بارے یہ کہنا کہ وہ انگریز کا حامی تھا  
 ، یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ سورج ظلمت، چاند گرمی، سمندر خشکی اور حکمت جہالت کا  
 دوسرا نام ہے۔



## دیگر شخصیات کی نظر میں باکمال

ڈاکٹر کوثر نیازی کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت یگانہ روزگار فقیہ تھے، آپ نے ۴۶۰۰ سوالات کے جوابات ۱۲۶۳۰ صفحات میں دیئے۔

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ اس دور کے ابو حنیفہ فاضل بریلوی تھے، آپ جو رائے قائم کر لیتے، پھر اس پر مضبوطی سے قائم رہتے، یقیناً آپ اپنی رائے کا اظہار بڑے غور و فکر کے بعد کرتے۔

حکیم محمد سعید مرحوم چیرمین ہمدرد ٹرسٹ کہتے ہیں کہ فاضل بریلوی کا خاص امتیاز یہ ہے کہ ان کی تحقیق میں وہ اُسلوب و معیار نظر آتا ہے جس کی جھلکیاں صرف قدیم فقہاء میں نظر آتی ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ احکام کی گہرائیوں تک پہنچنے کیلئے سائنس اور طب کے تمام وسائل سے کام لیتے ہیں، جس وسعت کے ساتھ آپ نے ان علوم جدیدہ کے حوالے اپنے فتاویٰ میں دیئے ہیں، اس سے آپ کی دقت نظر اور طبی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر قدیر خان کہتے ہیں کہ انگریز اور ہندوؤں کے گٹھ جوڑ نے مسلمانوں کی معیشت کو، ان کے نظام تعلیم کو مکمل اپنی مٹھی میں جکڑ لیا تھا، قریب تھا کہ ملت اسلامیہ کا صفایا ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا جیسے مدبر اور بینا شخص کو بھیجا جس نے مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں سے نجات دلائی۔

دوسرے مقام پر کہتے ہیں کہ آپ کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک اہم پہلو سائنس سے شناسائی ہے، سورج حرکت پذیر اور مژگوش ثابت کرنے کے ضمن میں آپ کے دلائل

بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

## فقاہت و علمی جلالت میں باکمال

امام احمد رضا جس موضوع پر قلم اٹھاتے، دلائل و براہین کے انبار لگا دیتے، وہ کسی بھی مسئلے پر طائرانہ نظر ڈالنے کی بجائے بحث و تحقیق کی انتہاء کو پہنچتے، مسائل کی تنقیح اور تفصیل پر آتے ہیں تو دریا کی روانی اور سمندر کی وسعت کا نقشہ نظر آتا ہے، متقدمین فقہاء کے اقوال مختلفہ میں تطبیق دیتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اختلاف سرے سے تھا ہی نہیں۔

امام احمد رضا بریلوی علم حدیث اور اس کے متعلقات پر وسیع اور گہری نظر رکھتے تھے، طُرُق حدیث، مشکلات حدیث، نسخ و منسوخ، رائج و مرجوح، طُرُق تطبیق، وجوہ استدلال اور اسماء رجال، یہ سب امور انہیں مستحضر رہتے تھے، محدث کچھ چھوی فرماتے ہیں۔

”علم الحدیث کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ جتنی حدیثیں فقہ حنفی کی مأخذ ہیں، ہر وقت پیش نظر اور جن حدیثوں سے بظاہر فقہ حنفی پر زد پڑتی ہے، اس کی روایت و درایت کی خامیاں ہر وقت ازبر، علم الحدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے، اعلیٰ حضرت کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی جرح و تعدیل کے جو الفاظ فرمادیتے، اٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب و تہذیب اور تذہیب میں وہی الفاظ ملتے، اس کو کہتے ہیں علم راسخ، علم سے شغف کامل اور علمی مطالعہ کی وسعت“

امام احمد رضا کی جلالت علمی کا یہ عالم تھا کہ انہیں جو عالم بھی ملا، عقیدت و احترام سے ملا اور ہمیشہ کیلئے ان کا مدارح بن گیا، حضرت علامہ مولانا وحی احمد محدث سورتی، عظیم محدث اور عمر میں بڑے ہونے کے باوجود امام احمد رضا سے اس قدر والہانہ تعلق رکھتے تھے

کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہو جاتی تھی، حضرت مولانا سراج احمد اپنے دور کے جلیل القدر فاضل تھے اور علم میراث میں تو انہیں تخصص حاصل تھا، [الزبدۃ السراجیہ] لکھتے وقت ذوی الارحام کی صنف رابع کے بارے مفتی بہ قول دریافت کرنے کیلئے دیوبند، سہارنپور اور دیگر علمی مراکز کی رجوع کیا، کہیں سے تسلی بخش جواب نہ آیا، پھر انہوں نے وہی سوال بریلی بھیجا، ایک ہفتے میں انہیں جواب موصول ہو گیا جسے دیکھ کر ان کا دماغ روشن ہو گیا۔

لطف کی بات یہ ہے کہ امام احمد رضا سے شدید اختلاف رکھنے والے بھی ان کی فتاہت اور تحریر علمی کے قائل تھے، کون نہیں جانتا کہ امام احمد رضا نے ندوۃ العلماء کی صلح کلیت کا سخت تعاقب کیا اور رد کیا، اس کے باوجود ندوہ کے ناظم اعلیٰ علامہ ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں۔

”ان کے زمانے میں فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر آگاہی میں شاید ہی کوئی ان کا ہم پلہ ہو، اس حقیقت پر ان کا فتاویٰ اور ان کی کتاب [مکملہ الفقیہ] شاہد ہے۔  
امام احمد رضا میں بہت سی مجتہدانہ خصوصیات پائی جاتی تھی اور ان کے بیان و استدلال میں واضح طور پر اجتہاد کی جھلک دکھائی دیتی ہے، اس کے باوجود تکبر اور عجب کی زد میں نہیں آتے۔

## اخلاق کریمانہ

اعلیٰ حضرت کی ذات گرامی [الحب لله والبغض لله] کی عملی مصداق تھی، آپ کسی سے محبت فرماتے تو اللہ کیلئے اور مخالفت فرماتے تو اللہ ہی کیلئے، کسی کو کچھ دیتے تو

اللہ کیلئے اور منع فرماتے تو اللہ کیلئے

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت کا ہمیشہ معمول تھا کہ تصنیف و تالیف، کتب بینی، اوراد و وظائف میں اشغال کے خیال سے خلوت نشینی اختیار فرماتے، پانچوں نمازیں مسجد میں ہمیشہ باجماعت ادا فرماتے۔

اعلیٰ حضرت وضو و غسل میں بہت احتیاط فرماتے، عموماً دو لوٹے پانی سے وضو فرماتے۔

اعلیٰ حضرت خطوط کے جوابات کا بہت اہتمام فرماتے، اگر استفتاء بہت اہم ہوتا تو خود تصنیف فرماتے ورنہ حضرت صدر الشریعہ یا حضرت ملک العلماء کے سپرد فرما دیتے، مدرسہ کے متعلق جو خطوط آتے وہ حضرت حجت الاسلام کے پاس بھیجا دیتے۔

اعلیٰ حضرت وعظ و تقریر سے بہت احتراز فرماتے، آپ کا معمول تھا کہ سال میں صرف تین وعظ فرمایا کرتے تھے، ایک جلسہ دستار بندی کے سالانہ پروگرام میں، دوسرا وعظ محفل میلاد النبی جو ہر سال ۱۲ ربیع الاول کو اعلیٰ حضرت کے آبائی مکان میں منعقد ہوتی جس میں شہر کے عمائدین و معززین مطبوعہ دعوت نامہ کے ذریعے مدعو ہوتے اور تیسرا وعظ اپنے مرشد کامل حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی کے عرس کے موقع پر ارشاد فرماتے۔

اعلیٰ حضرت چودہویں صدی کے مجدد

”عن ابی ہریرۃ ؓ قال رسول اللہ : ان اللہ تعالیٰ یبعث لہذہ

الامة علی راس کل مائة سنة من یجد لہا دینہا“

[حاکم فی المستدرک]، [بہقی فی المعرفة]، [ابو نعیم فی

الحلیۃ]، [طبرانی فی المعجم]، [امام جلال الدین السیوطی فی جامع

الصغیر]

”حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس اُمت کیلئے ہر سوسال کے آخر پر ایک شخصیت مبعوث فرماتا ہے جو دین اسلام کو زندہ کرتا ہے۔“

امام جلال الدین السیوطی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

محترم قارئین!

نبی اکرم سرکارِ دو عالم کا فرمان گرامی آپ نے ملاحظہ فرمایا جس میں آپ نے فرمایا کہ پروردگار عالم ہر صدی کے آخر میں ایک رہنمائے کامل بھیجتا ہے جو مردہ سنتوں کو زندہ کرتا ہے اور قوم کو بھولی بسری باتوں کو یاد دلاتا ہے، وہ مرد حق تجدید و احیاء دین کی کٹھن راہوں سے گزرنے میں تیر ملامت کا نشانہ بنتا ہے اور کبھی کبھی تو قید و بند کی کٹھن مصیبتوں سے بھی اسے دوچار ہونا پڑتا ہے، چونکہ وہ کوئی سیاسی قیدی نہیں ہوتا جو حالات کے تیور سے مرعوب ہو کر کلمہ حق کو واپس لے لے بلکہ آمرانہ و جابرانہ طاقتیں خود اس کے قدموں پر جھکتی ہیں، یہاں تک کہ وہ اپنی مختصر زندگی میں ایسے کارہائے نمایاں انجام دیتا ہے جس کے باعث دنیا اسے مجدد کے نام سے یاد کرتی ہے۔

مجدد کیلئے ضروری ہے کہ ایک صدی کا اختتام اور دوسری صدی کا آغاز ہو، اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت کی ولادت ۱۲۷۲ھ ہے اور انتقال ۱۳۴۰ھ ہے، اسلئے آپ نے تیرہویں صدی کے تقریباً ۲۸ سال پائے اور علوم و فنون و درس و تدریس، تالیف و تصنیف، وعظ و تقریر میں مصروف عمل رہے اور چودھویں صدی کے تقریباً ۳۹ سال پائے جس میں حمایتِ دین و نکاتِ مفسدین، احقاقِ حق و ازہاقِ باطل، إعانتِ سنت و إہانتِ بدعت میں جان و مال علم و فضل صرف فرمایا۔

- پہلی صدی کے مجدد ----- حضرت عمر بن عبدالعزیز
- دوسری صدی کے مجدد ----- حضرت امام شافعی
- تیسری صدی کے مجدد ----- قاضی ابوالعباس ابن شریح
- چوتھی صدی کے مجدد ----- امام ابو بکر بن باقلانی
- پانچویں صدی کے مجدد ----- امام غزالی
- چھٹی صدی کے مجدد ----- امام فخر الدین رازی
- ساتویں صدی کے مجدد ----- امام تقی الدین
- آٹھویں صدی کے مجدد ----- زین الدین عراقی، شمس الدین جزری
- نویں صدی کے مجدد ----- امام جلال الدین السیوطی
- دسویں صدی کے مجدد ----- ملا علی قاری
- گیارہویں صدی کے مجدد ----- مجدد الف ثانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی
- بارہویں صدی کے مجدد ----- اورنگ زیب عالمگیر
- تیرہویں صدی کے مجدد ----- شاہ عبدالعزیز دہلوی
- چودھویں صدی کے مجدد ----- امام احمد رضا بریلوی
- مؤید ملتِ طاہرہ، صاحب تصانیفِ قاہرہ و تالیفاتِ باہرہ
- محترم قارئین!

حضرت عمر بن عبدالعزیز اور اعلیٰ حضرت کے درمیانی صدیوں میں جتنے بھی مجددین یکے بعد دیگرے تشریف لائے، ان سب کی تاریخ میں ایک بات قدر مشترک نظر آتی ہے کہ آسمانِ ہدایت کے ان چمکتے ہوئے ستاروں پر غبار ڈالنے کی کوشش کی گئی مگر ”الحق یعلو ولا یعلیٰ“ حق خود بلند ہوتا ہے، وہ کسی کے بلند کرنے سے عظمت و رفعت کی

چٹان پر نہیں پہنچتا، نہ کسی باطل کی ہوا خیزی سے اس کی صداقت پر پردہ پڑتا ہے، دنیا کی فرعونى و طاغوتى قوتوں نے ان کا مقابلہ کیا لیکن آخرش ایک صبح ایسی نمودار ہوئی جس کی روشنی پر تاریکی کا پردہ نہ پڑ سکا اور ان کے نمایاں کارناموں کے سامنے غیروں کی بھی گردنیں جھک گئیں۔

چنانچہ تاجدار اہل سنت کے متعلق آج بھی مخالفت کے باوجود اکابر علماء دیوبند یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ کچھ بھی ہو مولانا امام احمد رضا قلم کے بادشاہ تھے، جس مسئلہ پر قلم اٹھایا، اس کا کوئی گوشہ بھی تشنہ لب نہ چھوڑا۔

حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی فرماتے ہیں کہ ویسے تو اعلیٰ حضرت کی زندگی پیکر علم و عمل تھی، علماء عرب و عجم نے آپ کو خراج عقیدت پیش کیا، جس کی ادنیٰ مثال آپ کی تصنیف [حسام الحرمین] ہے جس پر کثیر علمائے عرب نے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کی نہ صرف تصدیق فرمائی بلکہ آپ کے علمی فضل و کمال کا اعتراف کرتے ہوئے تقریظات بھی نوٹ فرمائیں، لیکن آج ہمیں اس مسئلے پر روشنی ڈالنی ہے کہ وہ کون سے اسباب و علل ہیں جن کی بناء پر دنیا امام اہل سنت امام احمد رضا کو چودہویں صدی کا مجدد ماننے پر مجبور ہو گئے۔

ایک مجدد کی تاریخ کو جانچنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ اُس کے گرد و پیش ماحول کو کڑی نگاہ سے دیکھا جائے تاکہ اس کے صحیح ماحول کا اندازہ ہو سکے۔

اعلیٰ حضرت کی زندگی کا نچوڑ اور خلاصہ ہے احقاقِ حق و ردِ ابطال، زندگی سے مراد آپ کی تصنیف و تالیف، تقریر و تحریر اور وہ روایات جو یکے بعد دیگرے ہم تک پہنچی، جہاں تک رد و ہابیہ کا تعلق ہے، اس خصوصیت میں اعلیٰ حضرت کے متقدمین میں حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی اور مولانا فضل رسول بدایونی سرفہرست ہیں لیکن ان دونوں حضرات کو مجدد نہ مانا گیا کیونکہ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کی تاریخ پر ان کا مجاہدانہ

کردار اتنا غالب ہے کہ زندگی کے دوسرے نقوش کا نگاہِ اول جائزہ نہیں لے سکتی اور مولانا فضل رسول بدایونی کی زندگی پر تصوف و کشف و کرامات کا ایسا حسیں غلاف چڑھا ہے کہ زندگی کے دوسرے نقوش خود بخود اس میں گم ہو جاتے ہیں۔

علامہ فضل حق خیر آبادی خواص کی نگاہ میں ایوانِ معقول کے شیکسپیر سمجھے جاتے ہیں اور تاریخِ بینوں کی نظر میں آزادیِ ہند کے تاجدارِ اول تصور کئے جاتے ہیں اور مولانا فضل رسول بدایونی علماء کے طبقہ میں جید عالم اور عقیدت مندوں کے جھر مٹ میں مرشد کامل کی جگہ پاتے ہیں مگر امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی عالم شریعت، شیخ طریقت متعلم و معلم، راعی و رعایا، حاکم و محکوم، عام و خاص، علماء و عوام ایک پرنسپل و پروفیسر سے لے کر تاجر و مزدور تک کی نگاہ میں مجددِ کامل سمجھے جاتے ہیں۔

### محترم قارئین!

اگر ایک طرف مولوی شبلی نعمانی کا قلم آزاد خیال طبقے سے خارج عقیدت حاصل کر رہا تھا تو دوسری طرف اعلیٰ حضرت کا زورِ قلم علمائے عرب و عجم کو دعوتِ فکر دے رہا تھا مگر قلم کی وہ پختہ کاری جو اعلیٰ حضرت کی تصنیف و تالیف میں پائی جاتی ہے، وہ کہیں دوسری جگہ نہیں ملتی۔

مولوی شبلی نعمانی کی تالیفات سے [سیرت النبی] بڑی شہرت یافتہ مایہ ناز تالیف سمجھی جاتی ہے مگر اربابِ فکر و نظر پر یہ حقیقت مخفی نہیں کہ سیرت النبی میں مولوی شبلی نعمانی نے مسئلہ معراج پر گفتگو کرتے ہوئے نقص و روایات کا تسلسل باندھ دیا مگر اس فیصلہ میں ان کا قلم خاموش رہا کہ رسول محترم کو آیا معراج جسمانی ہوئی تھی یا روحانی؟ یہ ایک مؤلف کی بہت بڑی کمزوری ہے بلکہ ایسی صورت میں اس کی عدم تحقیق اس کا کتمانِ حق تصور کیا جاتا ہے۔



اگر سیرت النبی میں واقعات کی فراہمی ہی کو دخل ہوتا تو اس مسئلہ کو نہ چھیڑتا مگر حضور کی ولادت سے متعلق ۹ ربیع الاول کی اپنی تحقیق پیش کرنا یا واقعہ ہجرت پر گفتگو کرتے ہوئے غار ثور پر کبوتر کے انڈا دینے سے انکار یا معجزہ شق القمر کی روایت پر طعن و جرح کرنا وغیرہ اور مسئلہ معراج میں روایتوں کی فراہمی کے بعد اظہار حقیقت میں خاموش رہنا کچھ تو ہے جس کی پردہ داری کی گئی ہے، لیکن اعلیٰ حضرت کے قلم میں نقل روایات کے ساتھ تحکم اور قوت فیصلہ کی بے پناہ طاقت موجود تھی، یہی وہ طاقت ہے جو آپ کی مجددیت کو ممتاز حیثیت دے کر دوسرے اکابر سے جدا کرتی ہے۔

ہاں اگر پیر کی مخالف کرنے والا مجدد ہو سکتا ہے تو اشرف علی تھانوی نے مسئلہ میلاد و قیام میں اپنے روحانی باپ حاجی امداد اللہ مہاجر کی مخالفت کی ہے، اس لحاظ سے انہیں مجدد کہہ سکتے ہیں، اگر آپ کی اصطلاح میں ایسے مولف کو مجدد کہتے ہیں جس کی عبارت نہ صرف ایمان توہین بلکہ رسول پاک کی کھلی ہوئی توہین ہو تو حفظ الایمان کے مولف شاتم رسول جناب تھانوی صاحب کو مجدد کہا جاسکتا ہے جس میں سرکارِ دو عالم کے علوم غیبیہ کو جانور، پاگل اور مجنوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ العیاذ باللہ!

اگر آپ کا یہی اصول ہے کہ دین میں نئی بات پیدا کرنے والا مجدد ہے تو پھر ایسے مجدد کی پہلی کڑی حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ذات گرامی قرار نہ پاتی بلکہ ایسے مجدد کا رشتہ ابو جہل اور یزید پلید سے ہوتا اور اگر تصنیف و تالیف کی کثرت و بہتات پر نگاہ ڈال کر مجدد کا فیصلہ کیا جائے تو تھانوی صاحب نے بڑے رسائل و کتب لکھیں، اس اصول کے پیش نظر اعلیٰ حضرت کے دسترخوان علم کے خوشہ چین فقیہ اعظم مولانا امجد علی اعظمی کی بہار شریعت اور تھانوی صاحب کی بہشتی زیور کا موازنہ کیا جائے تو یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ بہشتی زیور کے دس حصہ پر بہار شریعت کا ایک حصہ بھاری ہے بلکہ دس حصے کو بہار شریعت کے ایک

حصے سے بھی کوئی نسبت نہیں۔

اب ہم آپ کی زبانِ عدالت سے فیصلہ لینا چاہتے ہیں کی جس کی معرکتہ الآراء تصنیف بہار شریعت کے مقابل نہیں لائی جاسکے، وہ فتاویٰ رضویہ کے مقابل کس طرح لائی جاسکتی ہے جس کی ایک ایک سطر میں علوم و معارف کے بیش بہا خزانے پنہاں ہیں، اب آپ ہی بتائیے کہ اعلیٰ حضرت اور تھانوی صاحب کے درمیان کونسا قدر مشترک ہے جس کی بناء پر ایک دوسرے کے مقابل لایا جاسکے، اسی لئے جمہور علماء حق کا اتفاق و اتحاد ہے کہ آخری فیصلہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت بغیر کسی موازنہ کے چودھویں صدی کے مجدد ہیں۔

مگر یہ واضح رہے کہ اس مجدد کی شان ہی نرالی ہے، پوری زندگی احیاء سنت اور فرقہ باطلہ کی تردید میں گزار دی مگر نوکِ قلم پر کبھی ایسی بات نہ آئی جس سے اشارۃً یا کنایۃً یہ سمجھا جائے کہ یہ شخص اپنے آپ کو مجدد کہلاتا ہے۔

آخر کار یہ عظیم المرتبت شخصیت، امام عاشقان، مفکر اسلام، محقق دین، فاضل بریلوی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو بروز جمعۃ المبارک عین اذانِ جمعہ کے وقت پورا کلمہ طیبہ پڑھ کر واصلِ حق ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون!

واسطے پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے  
عرش پر دھوئیں مچیں، وہ مومن و صالح ملا  
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کو وہ فاجر گیا  
عرش سے ماتم اٹھے، وہ طیب و طاہر گیا

یا الہی ! جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے  
دولت بیدار عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

اے پروردگار عالم! جب تک آسمان کے ستاروں میں چمک اور مرغزاروں میں کونلوں کی کوک اور بلبل کی ترنم خیز صدائیں گونج رہی ہوں۔ اے کائنات کے پالنہار! جب تک سمندر کی روانی اور سطح سمندر پر مچھلیوں کا کھیل کود ہو۔ اے خالق کائنات! جب تک کائنات کی چہل پہل اور گردش لیل و نہار ہو۔ اے رب کریم! جب تک صحن گلشن میں کلیوں کی مسکراہٹ اور پھولوں کے حسین قہقہے پر بلبلوں کی نوا سنجی ہو۔

اس وقت تک آقائے نعمت، پروانہ شمع رسالت، حامی سنت، قاطع بدعت، تاجدار اہل سنت مجددین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پر ترے رحم و کرم کے پھولوں کی برسات چھماچھم برتی رہے۔ آمین ثم آمین!

### ماخذ و مراجع

- [۱]۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد، مصنف ڈاکٹر ساجد امین، رضا اکیڈمی لاہور۔ [۲]۔ مناظر کائنات، حسن رسول اور حدائق بخشش، ڈاکٹر محمد اشرف جلالی، ایسی بک سٹال گوجرانوالہ۔ [۳]۔ امام احمد رضا کا نظریہ سائنس، مولانا جلال الدین قادری۔ [۴]۔ خلفاء امام احمد رضا، علامہ عبدالحکیم شرف قادری، رضا اکیڈمی لاہور۔ [۵]۔ امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم، محمد جلال الدین قادری، مرکزی مجلس رضا لاہور۔ [۶]۔ فقیہ العصر، ڈاکٹر مسعود احمد، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی۔ [۷]۔ من ہو احمد رضا، سید شجاعت قادری، رضا اکیڈمی لاہور۔ [۸]۔ اعلیٰ حضرت ایک ہمہ جہت شخصیت، مولانا کوثر نیازی، مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ [۹]۔ اعلیٰ حضرت مادر زاد ولی، مولانا فیض احمد ایسی رضا اکیڈمی لاہور۔ [۱۰]۔ الدرۃ البیضا فی فقہ الشاہ احمد رضا، مولانا فیض احمد ایسی، مرکزی مجلس رضا

---

لاہور۔ [۱۱] ۱۴ ویں صدی کے مجدد، مولانا محمد ظفر الدین بہاری، مرکزی مجلس رضا  
لاہور۔ [۱۲]۔ امام احمد رضا بریلوی مولانا مشتاق احمد نظامی، رضا اکیڈمی لاہور۔

